شذرات　　مولانا محمد ابراہیم فانی

سی ٹی بی ٹی پر دستخط۔ ملی بے حمیتی

الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ سی ٹی بی ٹی کے متعلق جبکہ اس معاہدہ کے بارے میں عوام کو اتنی معلومات حاصل نہ تھیں اور نہ اسکی حقیقت کا عوام تو درکنار خواص تک کو شعور وادراک تھا جب اس کے بارے میں ایک بحث کا آغاز ہوا کہ اس معاہدے پر دستخط کئے جائیں یا نہیں حالانکہ اس وقت کی نواز حکومت کا دبے لفظوں میں امریکہ بہادر کی خوشنودی اور رضاجوئی کی خاطر دستخط کرنے کا ارادہ تھا تو دارالعلوم حقانیہ نے اسکے مضمرات اور ضرررساں اثرات سے پاکستان کے غیور عوام کو باخبر رکھنے کے لئے ایک فتویٰ قرآن وحدیث اور دیگر حوالوں سے مدلل ومفصل شائع کرایا جس کو نہ صرف ملک کے اندر پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور تمام اخبارات نے اس کو جلی عنوانات کے ساتھ شائع کیا بلکہ بیرون ملک بھی اہل درد مسلمانوں نے اسے کافی سراہا۔ اور بین الاقوامی میڈیا اور نشریاتی اداروں سے اس پر خصوصی تبصرے کئے گئے۔

اس وقت تو یہ مسئلہ دبایا گیا لیکن اب تقریباً ایک ماہ سے دوبارہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور پاکستانی قوم حیران ہے کہ آخر اس وقت کون سی ایسی فوری ضرورت پیش آئی ہے کہ یہ حساس نوعیت کا معاملہ زیر بحث لایا گیا۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت سے موجودہ فوجی حکومت سول حکومت کی بہ نسبت بہتر انداز سے علی وجہ البصیرت آگاہ ہے۔ اور اگر وہ اس میں ڈھیل دکھاتی ہے۔ تو اس پر سوائے افسوس اور اناللہ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔　　ع

اب کسے رہنما کرے کوئی

مقام حیرت ہے کہ موجودہ وزیر خارجہ اس سے پہلے اس رسوائے زمانہ معاہدہ (عالم اسلام کی حد تک) کے سخت گیر اور اشد ترین ناقد تھے۔ لیکن اب وزارت خارجہ کا قلمدان سنبھالتے ہی انکے لہجے کے انداز بدل گئے۔ اور گویا انکی زبان پر امریکہ بول رہا ہے۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

بد قسمتی سے یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ اربابِ اقتدار جب حزب اختلاف میں ہوتے ہیں تو امریکہ اور دوسری سامراجی طاقتوں کے خلاف بڑے تیس مار خان بنے پھرتے ہیں مگر جونہی اقتدار کی کرسی پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ تو فوراً ہی انکا نشہ اتر جاتا ہے اور اپنے آقائے ولی نعمت امریکہ بہادر کی قصیدہ خوانی میں شب و روز رطب اللسان ہو جاتے ہیں۔ ع

آنکہ استاذ ازل گفت ہماں میگویم

اور اب ہمیں مژدے سنائے جا رہے ہیں کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے بس ہماری تمام مشکلات و مسائل کا خاتمہ ہو جائیگا اور نہ صرف یہ بلکہ ہمارے ایٹمی پروگرام پر بھی اسکا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اگر بات اتنی ہی سادہ ہے تو پھر امریکی سینٹرز اور دیگر ذمہ دار امریکی حکومت کے کار پردازوں نے پاکستان کا رخ کیوں کیا۔ اور جب یہ اتنی بے ضرر شے ہے تو پھر خود امریکہ میں کیوں اس پر دستخط کرنے کی مخالفت کی گئی ہے؟

بہر حال جس وقت سے پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا ہے اور پورے عالم اسلام میں واحد ایٹمی قوت کے طور پر خریطہ ء عالم اور صفحہ ہستی پر ابھرا ہے اسی دن سے یہ مملکت عزیز مغرب اور طاغوتی طاقتوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ مگر پاکستانی قوم اس معاملہ میں جنوں کی حد تک جذباتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنا پیٹ کاٹ کر ایٹمی پروگرام کی خونِ جگر سے آبیاری کی۔ اب وہ اتنی حساس ہے کہ اس بارے میں مزید کسی بحث و تمحیص کی روادار نہیں۔ فوجی حکومت کا وزیر خارجہ اور دیگر مغرب زدہ تجدد پسند طبقہ گوش ہوش سے سن لے کہ ہم کسی بھی صورت میں یہ دستخط نہیں ہونے دینگے اسکے بعد ہماری ملی غیرت اور قومی حمیت کا جنازہ نکل جائے گا اور ہم خود اپنا تشخص ہوا میں تحلیل کر دینگے۔ ہم ارباب اقتدار کو یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ صرف ملک و ملت اور قوم و وطن سے غداری ہے بلکہ بقول جنرل حمید

گل یہ اجتماعی خودکشی کے مترادف ہے۔ اور یہ معاہدہ مغرب کی ایسی شاطرانہ چال ہے جس سے وہ بیک وقت وہ کئی فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے کارپرداز ان حکومت اور صاحبان اقتدار کو ہر وقت اسکا ادراک کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہم نے خداوند کریم کے اس عظیم انعام کی قدرو منزلت نہیں پہچانی۔ اور اپنے ہاتھوں قعرِ مذلت میں اپنے آپ کو ڈبونے کا ساماں فراہم کیا۔ ورنہ بصورتِ دستخط پھر ہم اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکیں گے۔

اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

....

قابل مبارکباد تاریخی اقدام

گزشتہ ماہ ۲۲ جنوری ۲۰۰۰ء کو سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ کے جج صاحبان جناب مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب، جناب جسٹس خلیل الرحمان صاحب، جناب جسٹس وجیہہ الدین احمد اور جناب جسٹس منیر اے شیخ نے سود و ربوٰ کے متعلق ایک عظیم اور ملکی تاریخ کا نہایت اہم ترین فیصلہ سنادیا جس سے مسلمانانِ پاکستان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ایک طویل انتظار کے بعد پژمردہ اور خزاں رسیدہ قلوب نکہت باد بہاراں کی اس عطر بیز حیات بخش شمیم سے معطر ہوئے۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد غالباً یہ دوسرا موقع ہے جس سے نظریہ پاکستان کو جلا ملی۔ اس فیصلے کا پس منظر یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے میاں نواز شریف کے سابقہ دور حکومت (۱۹۹۱ء) میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے تحت ملک میں رائج تمام سودی قوانین کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے نواز حکومت کو ان قوانین کے خاتمہ اور انکی جگہ متبادل اسلامی قوانین نافذ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ جس پر بعض اخباری اطلاعات کےمطابق ملک بھر کے دینی حلقوں نے میاں صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل نہ کریں لیکن انہوں نے یہ مشورہ قبول نہ کیا۔ اور قرآنی نص صریح فأذنوا بحربٍ من الله و رسوله کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کردی اب طویل غوروخوض اور بحث و تمحیص کے بعد سپریم کورٹ کے